رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴



## اخبار احمدیہ

لاہور ۲۲ مارچ : مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کی طبیعت آج زیادہ ناساز رہی۔ دل کے ضعف کے علاوہ بخار بھی رہا۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

## مختلف شہروں میں بجلی کے نئے کنکشن

لاہور ۲۲ مارچ۔ بجلی کے کنٹرول بورڈ نے آج کیمبل پور۔ میانوالی اور دیالک پٹن میں بجلی کے نئے کنکشن حاصل کرنے کی درخواستوں پر غور کیا۔ اور سب درخواستیں منظور کر لیں۔

# برطانیہ اور مصر میں مصالحت کیلئے ابتدائی بات چیت شروع ہو گئی

## مصری پارلیمنٹ بہت جلد توڑ دی جائے گی

قاہرہ ۲۲ مارچ : برطانیہ اور مصر میں جو تنازعہ ایک عرصہ سے چلا آتا ہے۔ اسے حل کرنے کے لئے آج مصر اور برطانیہ میں ابتدائی بات چیت شروع ہو گئی۔ چنانچہ مصر میں متعین برطانوی سفیر سر رالف سٹیونسن نے ہلالی پاشا وزیر اعظم مصر سے ملاقات کی۔ اور موجودہ صورت حالات پر تبادلہ خیالات کیا۔ با وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ فاروق بہت جلد مصری پارلیمنٹ کو توڑ دینے کا اعلان کر دیں گے۔ کل مصری کابینہ کا ایک اجلاس ہو رہا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں حکومت کی داخلی پالیسی کے متعلق اہم نوعیت کے فیصلے کئے جائیں گے۔

## لنکا کے وزیر اعظم ڈاکٹر سینے نائکے وفات پا گئے

کولمبو ۲۲ مارچ :- آج تیسرے پہر لنکا کے وزیر اعظم ڈاکٹر سینے نائکے انتقال فرما گئے۔ آپ کل گھوڑے سے گر کر شدید زخمی ہو گئے تھے۔ بے ہوشی کی حالت میں آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ کل شام حکومت لنکا نے جو کمیونک شائع کیا تھا۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ آپ کی حالت تشویشناک ہے۔ ڈاکٹروں نے بہتر سے بہتر طبی امداد بہم پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ چنانچہ کل رات دماغی امراض کے ایک ماہر ڈاکٹر نے لنڈن سے بذریعہ ریڈیو ہدایات بھیجی تھیں۔ حکومت لنکا کی خواہش پر آج صبح کراچی سے بھی ایک ڈاکٹر کو کولمبو روانہ کر دیا گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ آپ جانبر نہ ہو سکے ——— ڈاکٹر نائکے کی عمر اڑسٹھ سال تھی۔ آپ ۱۹۴۸ء میں آزادی ملنے پر لنکا کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ امور خارجہ اور دفاع کے محکمے بھی آپ کے پاس تھے۔ آپ یونائیٹڈ نیشنل پارٹی کے صدر تھے اور ۱۹۲۱ء سے مختلف اہم عہدوں پر فائز رہے تھے۔ پاکستان کے دار الحکومت کراچی میں آپ کے انتقال کی خبر گہرے رنج و غم سے سنی گئی۔ لنکا میں متعین پاکستانی ہائی کمشنر جو ان دنوں کراچی آئے ہوئے تھے۔ فوراً واپس لنکا روانہ ہو گئے ہیں

## حکومت سرحد عدلیہ کو آزاد رکھنا چاہتی ہے

پشاور ۲۲ مارچ :- حکومت سرحد نے ایک اعلامیہ میں بتایا ہے۔ کہ بعض حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ صوبائی جوڈیشل کورٹ کو چیف کورٹ کا درجہ دے کر حکومت عدلیہ پر اثر انداز ہونا چاہتی ہے۔ حالانکہ حکومت کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ حکومت عدلیہ کو بالکل آزاد رکھنا چاہتی ہے اسی لئے اس نے چیف کورٹ کو وسیع اختیارات دے دیئے ہیں۔

## ڈاکٹر ملان سپریم کورٹ کے اختیارات کم کرنے کے لئے قانون بنائینگے

کیپ ٹاؤن ۲۲ مارچ : جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم ڈاکٹر ملان نے اس خبر کی تصدیق کر دی ہے۔ کہ ان کی حکومت بہت جلد ایک ایسا قانون پارلیمنٹ میں منظوری کے لئے پیش کر رہی ہے جس کی رو سے ملک کی سپریم کورٹ یونین پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین کو مسترد نہ کر سکیگی واضح رہے۔ کہ حال ہی میں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ سیاہ رنگ کے افراد کے ووٹ دینے کے حق کو سلب کرنے والا قانون ناجائز ہے۔

## مختصرات

ریاست میسور کے ۵۳-۱۹۵۲ء کے بجٹ میں ۸۳ لاکھ سے زیادہ کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔

——— مراقش کے سلطان نے ایک مراسلہ کے ذریعہ حکومت فرانس سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ مراقش کی موجودہ سیاسی صورت حال میں فوراً تبدیلی کی جائے۔

——— ٹیونس کے ایک راہنما نے فرانسیسی مظالم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اعتراف کیا۔ کہ پاکستان ٹیونس کی آزادی کے لئے قابل قدر مدد کر رہا ہے۔

——— کراچی کارپوریشن کے انتخابات اگلے سال فروری میں ہونگے

——— پارلیمنٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ حکومت عدالتی کارروائی کو زیادہ آسان اور مفید بنانے کے سوال پر غور کر رہی ہے

——— عرب لیگ نے عرب ممالک سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ حکومت اسرائیل کے مقاطعہ کو زیادہ مؤثر اور وسعت بنانے کی کوشش کریں۔

——— ہالینڈ کا ایک ہوائی جہاز مغربی جرمن میں ایک حادثہ کا شکار ہو گیا۔ چالیس سے زیادہ مسافر ہلاک ہو گئے۔

# گیہوں کی قیمتیں مزدوروں کی فلاح و بہبود اور مہاجرین کی آبادکاری کے متعلق حکومت کی تصریحات

کراچی ۲۲ مارچ : سوز یرخوراک پیرزادہ عبد الستار نے پارلیمنٹ کو بتایا کہ حکومت پنجاب نے گیہوں کی قیمتوں کو کم کرنے کے لئے جو تدابیر اختیار کی ہیں وہ کامیاب رہی ہیں۔ چنانچہ پنجاب میں گیہوں کی قیمتیں بتدریج کم ہو رہی ہیں۔ مشرقی پاکستان کی غذائی صورت حالات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اس کی ضروریات کے مطابق چاول اور نمک فراہم کیا جا رہا ہے۔ گذشتہ سال پنجاب سے چاول وہاں بھیجا گیا تھا۔ اس سال ۲۰ لاکھ من نمک کا ذخیرہ مشرقی بنگال میں بھیجا جا رہا ہے۔ جو اس کی تین ماہ کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔

ڈاکٹر اے۔ ایم مالک وزیر محنت نے بتایا۔ کہ صنعتی اداروں میں کام کرنے والے کارکنوں کے لئے لازمی پراویڈنٹ فنڈ کا قانون بنایا جا رہا ہے۔ مزدوروں کو ٹھیکے پر رکھنے کی بجائے ان کی بہبود کیلئے زیادہ بہتر طریق اختیار کرنے پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ جعلی دواؤں کی روک تھام اور ہومیوپیتھک طریق علاج پر بھی کنٹرول کرنے کے سلسلے میں ضروری اقدام کیا جا رہا ہے۔ وزیر اطلاعات ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے پارلیمنٹ کو بتایا کہ اس وقت ہندوستان میں پاکستان کے کسی اخبار کے داخلہ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ نے کراچی میں مہاجرین کی آبادی کے کام کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ تیرہ ہزار پانچسو خاندانوں کو کراچی میں اور باقی مہاجرین کو کراچی کی نواحی بستیوں میں مستقل طور پر آباد کیا جا رہا ہے۔ اس کام پر حکومت ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ اس وقت تک خرچ کر چکی ہے۔

## جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کے فیصلے کے متعلق برطانوی اخبارات کا تبصرہ

لنڈن ۲۲ مارچ : برطانیہ کے اخبارات نے یہ اطلاع نمایاں طور پر شائع کی ہے کہ افریقہ کی سپریم کورٹ نے نسلی امتیاز سے متعلق ملان گورنمنٹ کے قانون کو ناجائز قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا ہے۔ "نیوز کرانیکل" رقمطراز ہے۔ کہ جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک میں کالے لوگوں کی نظروں میں یہ حقیقت کم اہمیت نہیں رکھتی۔ کہ پانچ گورے ججوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا ہے۔ کہ "انصاف کی شمع ابھی بجھی نہیں"۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ ڈاکٹر ملان نے عدالت کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنے کا اعلان کر کے نہایت غیر مدبرانہ اور غیر دانشمندانہ حرکت کی ہے۔ اس طرح انہوں نے صرف سپریم کورٹ کے اختیارات کو چیلنج نہیں کیا۔ بلکہ اس دستور اساسی پر بھی حملہ کر ڈالا ہے۔ جس کی حفاظت یہ عدالت کرتی ہے ہو سکتا ہے۔ کہ خود ان کی پارٹی کے اکثر ارکان اس انتہا پسندی میں انکا ساتھ نہ دے سکیں۔ "مانچسٹر گارڈین" رقمطراز ہے۔ کہ ابھی اس مسئلے کے اثرات پر روشنی ڈالنا قبل از وقت ہے۔ لیکن اگر نیشلسٹ حکومت نے عدالت کے فیصلے کی خلاف ورزی کرنے کی کوشش کی۔ تو وہ ایک نہایت ہی کٹھن اور پرخطر راستے پر گامزن ہو گی۔

"ٹائمز" نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ملان گورنمنٹ دستور اساسی کو تبدیل کرنے کے اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔

## امریکہ میں طوفان باد کی وجہ سے ۱۳ شہر تباہ ہو گئے

نیویارک ۲۲ مارچ : کل امریکہ کی چار ریاستوں میں شدید طوفان باد و باراں کی وجہ سے ۱۳ شہر اور قصبات تباہ ہو گئے یہ طوفان امریکہ کی تاریخ کے شدید ترین طوفانوں میں سے ایک تھا۔ شدت طوفان سے مکانوں کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ آمد و رفت کے ذرائع منقطع ہو گئے۔ اور جو لوگ آندھی کی لپیٹ میں آ گئے وہ اڑتے ہوئے کہیں سے کہیں جا پڑے۔ تا دم تحریر ۱۶۷ اشخاص کے ہلاک ہونے اور ۱۲۰۰ اشخاص کے زخمی ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے مزید اطلاعات کا انتظار ہے۔

ایڈیٹر :- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور سے طبع کرا کر ۲۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

## ۳۱ مارچ اور عہدہ داران جماعت کی ذمہ واری

### قابل فوری توجہ عہدہ داران

بعض جماعتوں کے احباب کی طرف سے اطلاع مل رہی ہے۔ کہ انہوں نے تحریک جدید کا چندہ مقامی جماعت میں ادا کر دیا ہے۔ بعض نے تو فروری میں دے دیا تھا۔ لیکن یہاں نہیں پہونچا۔ بعض نے مارچ کے شروع میں دیا ہے۔ اور وہ اب تک نہیں پہونچا۔ اس لئے عہدہ داران کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ چونکہ احباب اپنے تحریک جدید کے وعدے ۳۱ مارچ تک سو فیصدی پورے کرنے کے لئے اپنا روپیہ مقامی جماعتوں میں ادا کر رہے ہیں۔ اس لئے امیر جماعت یا پریذیڈنٹ اور سیکرٹری مال صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ تحریک جدید کے چندوں کو فوراً روانہ کر دیا کریں۔ تاکہ ۳۱ مارچ کی فہرست میں ان کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا کی فہرست میں پیش ہو سکیں۔ ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱ مارچ تک تحریک جدید کا چندہ مرکز ربوہ میں پہونچانے کے لئے اگر وہ اخراجات ڈاک تحریک جدید میں سے وضع کر کے ارسال کر دیں۔ تو ایسا کرنے کی بھی ان کو اجازت ہے تاکہ روپیہ تحریک جدید کو وقت پر مل جائے۔ اور کسی دوست کا نام اس وجہ سے باوجود مقامی جماعت میں ادا کرنے سے رہ نہ جائے۔

جن احباب کا چندہ ۳۱ مارچ یا یکم اپریل کو وصول ہو تو ان کا روپیہ بھی فوراً ارسال کر دیا جائے جماعتیں اپنے پاس روک کر نہ رکھیں۔ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کی جماعتیں خاص طور پر اس کا خیال رکھیں۔ اور روپیہ فوری بھیجدیں۔

اسی طرح بیرونی ممالک کی جماعتوں سے جن کا چندہ بنک یا پوسٹل آرڈر وغیرہ کے ذریعہ ادا ہو جائے گا۔ ان کے نام بھی حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کر دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

وکیل المال تحریک جدید ربوہ

---

## جلسۂ تقسیم اسناد و انعامات تعلیم الاسلام کالج لاہور

تعلیم الاسلام کالج کا جلسۂ اسناد انشاء اللہ العزیز ۳۰ مارچ ۱۹۵۲ء کو بروز اتوار سوا نو بجے صبح کالج ہال میں منعقد ہوگا۔ آنریبل جسٹس ڈاکٹر ایس۔ اے رحمٰن جج ہائی کورٹ لاہور و وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی خطاب فرمائیں گے۔ ریہرسل ایک دن قبل ۲۹ مارچ کو ۱۱ بجے قبل دوپہر ہوگا۔ تعلیم الاسلام کالج سے بی۔ اے اور بی۔ ایس سی کے امتحانات پاس کرنے والے طلباء ہر دو تقاریب میں شامل ہوں۔ وہ اپنے ہمراہ ہوڈ اور گون لائیں۔

چونکہ جلسۂ تقسیم انعامات بھی ساتھ ہی منعقد ہوگا۔ اس لئے کالج کے سیکنڈ اور فورتھ ایر کے انعامات حاصل کرنے والے طلباء بھی۔ جو ان دونوں امتحان کی تیاری کے لئے لاہور سے باہر ہیں ۲۸ مارچ کی شام تک لاہور پہونچ جائیں۔ تاکہ ۲۹ اور ۳۰ مارچ کو ان تقاریب میں شامل ہو سکیں۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور)

## لجنہ اماء اللہ کی دوسری ٹریننگ کلاس

مجلس مشاورت کے معاً بعد لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام دوسری ٹریننگ کلاس کھولی جائے گی۔ اپنی لجنہ سے ایک ممبر ٹریننگ کے لئے بھجوائیں۔ یہ کلاس پندرہ روزہ ہوگی جس ممبر کو بھجوانا چاہیں اس کا نام ابھی سے بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے قیام کا انتظام کیا جا سکے

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

---

## ہر احمدی دوست کا عزم

میں انشاء اللہ تعالیٰ سال رواں میں کم از کم ایک سعید روح کو آغوش احمدیت میں لانے کا ذریعہ بنوں گا۔

(مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ)

## ربوہ میں قابل فروخت سکنی زمین

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

محلہ الف (دار الیمن) ربوہ میں ایک قطعہ نمبری ۱۰ بلاک ۱۱ رقبہ ایک کنال قابل فروخت ہے۔ یہ قطعہ ایک درویش کا ہے جو قادیان میں مقیم ہیں۔ وہ اپنی ضرورت کی وجہ سے اس کو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی قیمت ایک ہزار روپیہ لگائی گئی ہے۔ خواہشمند دوست بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ دفتر ہذا سے تصفیہ کر سکتے ہیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد دفتر حفاظت مرکز ربوہ

## لجنہ اماء اللہ کوئٹہ کی طرف سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا صدقہ

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

محترمہ حمیدہ عارفہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ مسجد احمدیہ کوئٹہ نے اپنے حلقہ کی احمدی مستورات کی طرف سے مبلغ ۴۰ روپے کی رقم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے صدقہ کے طور پر ارسال فرمائی ہے۔ جو ربوہ کے مستحق غرباء میں تقسیم کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ لجنہ مذکور کے اس صدقہ کو قبول کرے۔ اور اس کی غرض و غایت کو پورا فرمائے آمین یا ارحم الراحمین

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ

## — درخواست ہائے دعا —

سوئٹزرلینڈ سے اطلاع آئی ہے کہ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کو اچانک برف پر گرنے سے بائیں کندھے پر شدید چوٹ آئی ہے۔ احباب جماعت مکرم شیخ صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (وکیل التبشیر) (۲) میرے والد صاحب جناب ماسٹر محمد حسن صاحب آسان کے کولہے کا اپریشن راولپنڈی میں ہوا ہے۔ احباب اپریشن کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ مسعود احمد

— بقیہ لیڈر صفحہ ۳ —

اب اے مسلمانو سنو اور غور سے سنو کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے، اور پر مکر حیلے کام میں لائے گئے۔ اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں، یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے۔ اسی راہ میں خرچ کئے گئے۔ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک کہ انکے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پر زور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کے لئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخشکر مخالفین کے مقابل پر بھیجا۔ اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے۔ تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم کا بت توڑ دیا جائے۔ جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے۔ سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہونچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمک دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔" (فتح اسلام صفحہ ۲ تا ۷)

جماعت احمدیہ وہی جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت کھڑی کی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کا کام واضح ہے "تحریک جدید" وہ کاری ہتھیار ہے۔ جو ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ نے آسمانی اشارے سے ہمارے ہاتھ میں دیا ہے۔ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ "تحریک جدید" کیا چیز ہے اور اسکو مضبوط بنانا ہر احمدی کہلانے والے کیلئے کیا معنے رکھتا ہے۔

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۲ء

# حق و باطل کا معرکہ

اس وقت دنیا میں جو بد امنی ہے اس کی وجہ جیسا کہ موجودہ دانشمندان مشرق و مغرب کا فیصلہ ہے دوگونہ ہے ایک الحاد اور دوسرے عیسائیت۔ مغرب جس نے مادی علوم اور علمی سائنس میں بہت ترقی کر لی ہے۔ ایک طرف تو تمام دنیا پر الحاد کے تیز ہتھیار لیکر حملہ آور ہے تو دوسری طرف مسخ شدہ عیسائیت کے جال سے اقوام عالم کو اپنے چنگل میں پھانسنے کی کوشش کر رہا ہے۔ گویا یہ ایک سانپ ہے جس کے دو موتہہ ہیں اور جو اپنے دونوں موہنوں سے انسانیت کو ڈس رہا ہے۔ مغربی ذہنیت میں یہ دونوں چیزیں اس طرح سمو دی گئی ہوئی ہیں کہ وہ تمام دنیا کے لئے ایک عظیم الشان خطرہ بن گئی ہے۔

مادہ پرستی نے جہاں مغرب کے ہاتھ میں ایسے مادی ہتھیار دے دیئے ہیں۔ جن سے وہ تمام دنیا پر چھایا جا رہا ہے۔ وہیں عیسائیت اپنی تخیلی دلآویزیوں سے سادہ دل لوگوں کے دلوں پر چھاپہ مار رہی ہے۔ کفارہ کا اصول کہ خدا کا بیٹا تمام دنیا کے گناہوں کے لئے صلیب پر چڑھ گیا۔ اگرچہ خود مغربی ساحروں کے لئے اب جاذب نہیں رہا۔ مگر وہ اسکو بھولے بھالے عوام کے دل موہ لینے اور اس طرح ان کو مسحور کر کے اپنا مطیع و منقاد بنانے کے لئے نہایت مفید ہتھیار سمجھتے ہیں۔

یہ زمانہ دنیا پر آنے والا تھا اس کی خبر تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے وقت اور اپنی اپنی طرز میں دیتے چلے آئے ہیں۔ انبیائے بنی اسرائیل ہی نے اس زمانے کی واضح نشان دہی نہیں کی۔ بلکہ دیگر اقوام عالم ایرانی ہندی۔ چینی وغیرہم کے نیک بندوں نے بھی اس عہد کی خبر دی ہے۔ اور اگر اقوام عالم کے انبیاء علیہم السلام کی تمام پیشگوئیوں کو جو ہم تک پہونچی ہیں یکجا کر کے غور کیا جائے تو اس زمانے کے لئے جو وقت اور جو نشانات مختلف پیشگوئیوں میں مقرر ہیں۔ ان میں سرمو فرق نہیں ملے گا۔

ان پیشگوئیوں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ جہاں اس زمانے کے خطرناک کوائف بیان کئے گئے ہیں وہیں ان پیشگوئیوں میں اس کا توڑ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ جہاں اس زمانے میں شیطان اپنے پورے ہتھیاروں سے لیس ہو کر نکلیگا وہیں آسمانی فوجیں بھی اس کے مقابلہ کے لئے آئیں گی۔ یہودیوں۔ عیسائیوں کی کتب میں اس زمانے کو دجالی زمانہ یا یاجوج و ماجوج کے خروج کے زمانے سے موسوم کیا گیا ہے اور آسمانی فوجوں کے جرنیل کا جو شیطان کے مقابلہ میں نکلیں گی۔ ایک نام مسیحا بتایا گیا ہے اور اسلام میں جیسا کہ احادیث نبوی سے پتہ چلتا ہے۔ اس کا نام عیسےٰ ابن مریم اور الامام المہدی رکھا گیا ہے۔

ہم اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہیں کہ ان پیشگوئیوں کا وہ حصہ جو شیطان کی تیاریوں کے متعلق ہے پورا ہو رہا ہے۔ اور وہ نشانات جو ان پیشگوئیوں میں بتلائے گئے ہیں ظاہر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ نہ صرف مسلمان بلکہ یہودی عیسائی۔ ہندو۔ بودھ۔ چینی اور زرتشتی علماء بیک زبان اپنے اپنے انبیا کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا دن موجودہ زمانے کو بیان کرتے ہیں۔ اور مختلف اقوام میں جس مرد خدا کی آمد کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ اس کی آمد کا یہی وقت بتاتے ہیں گویا

> "تمام موجودہ ادیان کے علماء کے فیصلہ کے مطابق موجودہ زمانہ ہی وہ زمانہ ہے جب باطل کی تاریکیاں دنیا پر انتہائی گہری ہو جائیں گی۔ اور یہی وہ زمانہ ہے۔ جب آسمانی روشنی دنیا پر درخشاں ہوگی۔ جو ان تاریکیوں سے لڑ کر انہیں شکست فاش دے گی"

ہمارے اعتقاد کے مطابق وہ روشنی اسلام کی روشنی ہے۔ جو قرآن کریم کی صورت میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے نازل ہوئی۔ اور آنے والا اسی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوگا جس کا نام الامام المہدی اور ابن مریم ہوگا اور وہ اسی قرآن کریم کی روشنی سے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور اسی کے نام کی برکت سے شیطان کی پھیلائی ہوئی تاریکیوں کو دور کر دے گا۔

آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام نے جمادی الاول ۱۳۰۸ھ ہجری میں ایک رسالہ بنام "فتح اسلام" شائع فرمایا جو الہامی ہے۔ اس کے شروع کی کچھ عبارت ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

> "اے حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبو! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہو گیا ہے۔ اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے وہ چیز جسکو ایمان کہتے ہیں۔ اس کی جگہ چند لفظوں نے لے لی ہے جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ اور وہ امور جن کا نام اعمال صالحہ ہے۔ ان کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں۔ اور جو حقیقی نیکی ہے۔ اس سے بکلی بے خبری ہے اس زمانہ کا فلسفہ اور طبیعی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے اسکے جذبات اسکے جاننے والوں پر نہایت بد اثر کرنے والے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے شیطان کو جگا دیتے ہیں۔ اور ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ عبادت کے طریقوں کو تحقیر اور استہزا کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خدا تعالےٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت اور عظمت نہیں۔ بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریت کے رگ و ریشہ سے پُر اور مسلمانوں کی اولاد کہلا کر پھر دشمن دین ہیں۔ جو لوگ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی ہمدردی سے پہلے ہی فارغ اور مستعفی ہو چکتے ہیں۔ یہ میں نے صرف ایک شاخ کا ذکر کیا ہے جو حال کے زمانہ میں ضلالت کے پھلوں سے لدی ہوئی ہے۔ مگر اس کے سوا صدہا اور شاخیں بھی ہیں جو اس سے کم نہیں۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے امانت اور دیانت ایسی اٹھ گئی ہے۔ کہ گویا بکلی مفقود ہو گئی ہے۔ دنیا کمانے کے لئے مکر اور فریب حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں جو شخص سب سے زیادہ شریر ہو وہی سب سے زیادہ لائق سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی ناراستی بددیانتی حرام کاری۔ دغا بازی دروغ گوئی اور نہایت درجہ کی روبہ بازی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدذاتی سے بھری خصلتیں پھیلتی جاتی ہیں۔ اور نہایت بے رحمی سے ملے ہوئے کینے اور جھگڑے ترقی پر ہیں۔ اور جذبات بہیمیہ اور سبعیہ کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے۔ اور جس قدر لوگ ان علوم اور قوانین مروجہ میں چست و چالاک ہوتے جاتے ہیں۔ اسی قدر نیک گوہری اور نیک کرداری کی طبعی خصلتیں اور حیا اور شرم اور خدا ترسی اور دیانت کی فطرتی خاصیتیں ان میں کم ہوتی جاتی ہیں۔ عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمانداری کے اڑانے کے لئے کئی قسم کی سرنگیں تیار کر رہی ہے۔ اور عیسائی لوگ اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کر کے ہر ایک رہزنی کے موقعہ اور محل پر کام میں لا رہے ہیں اور بہکانے کے نئے نئے نسخے اور گمراہ کرنے کی جدید جدید صورتیں تراشی جاتی ہیں۔ اور اس انسان کامل کی سخت توہین کر رہے ہیں۔ جو تمام مقدسوں کا فخر اور تمام مقربوں کا سرتاج اور تمام بزرگ رسولوں کا سردار تھا۔ یہاں تک کہ ناٹک کے تماشاؤں میں نہایت شیطنت کے ساتھ اسلام اور ہادی پاک اسلام کی بُرے بُرے پیرایوں میں تصویریں دکھلائی جاتی ہیں۔ اور سوانگ نکالے جاتے ہیں اور ایسی افترا تہمتیں تھیٹر کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی ہیں۔ جن میں اسلام اور نبی پاک کی عزت کو خاک میں ملا دینے کے لئے پوری حرم زدگی خرچ کی گئی ہے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۲ پر)

# اسلام مملکت روس میں

(از مکرم سردار احمد صاحب چودھری) جامعۃ المبشرین ربوہ

مملکت روس کا شمار دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں ہوتا ہے۔ اس کی جنوبی سرحد اگر ایران۔ افغانستان اور تبت سے میل کھاتی ہے۔ تو شمال میں اس کی آخری حد بحر منجمد شمالی ہے۔ جرمنی کا دارالخلافہ برلن اس وسیع سلطنت کی مغربی سرحد ہے۔ اور مشرقی سرحد بحرالکاہل کی بندرگاہ ولاڈی واسٹک ہے۔ رقبہ میں یہ مملکت تمام دنیا کے کم و بیش ۱/۵ حصہ پر مشتمل ہے۔ مگر قطب شمالی کے قرب کے باعث اکثر حصہ برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ اس لئے آبادی رقبہ کی نسبت سے بہت کم ہے۔ روس میں انیس کروڑ پچاس لاکھ افراد بستے ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد زائد از تین کروڑ بیان کی جاتی ہے۔ جو زیادہ تر کاکیشیا۔ دریائے والگا کی گودیوں اور وسطی ایشیا کی سوشلسٹ یونینوں میں آباد ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم ان دردناک حالات کو بیان کریں۔ جن سے موجودہ سوویٹ سوشلسٹ حکومت کے زیر اقتدار بسنے والے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑا۔ ہم مختصراً روس میں اسلام کے داخل ہونے کے تاریخی حالات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ موجودہ روس کو قدرتی طور پر ہم دو بڑے حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ یورپی روس۔ ایشیائی روس۔ ایشیائی روس پھر دو حصوں میں منقسم ہے۔ (۱) وسطی ایشیا کی سوشلسٹ یونین اور روس کا وہ وسیع حصہ جو کوہ یورال کے مشرقی جانب واقع ہے۔ جہاں تک مشرقی ایشیائی روس کا تعلق ہے۔ اس میں اسلام کا من حیث القوم گزر نہیں ہوا۔ اور تاریخ علم کے صفحات میں کوئی منظم اسلامی تحریک اس خطہ پر کام کرتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی۔

وسطی ایشیائی روس جس میں بخارا۔ سمرقند مرو اور تاشقند جیسے مشہور اسلامی شہر واقع ہیں۔ اس حصہ میں اسلام کا نام ابتدائی ایام میں ہی پہنچ چکا تھا۔ مگر اسلام کا برملا چرچا خلافت بنی امیہ کے عہد میں ہوا۔ جب مسلم فاتحین نے رعایا کو ان کے ظالم و جابر "قانون" کے پنجہ سے نجات دلائی۔ اسلام کا گھر گھر چرچا ہونے لگا۔ اور اسلامی عقائد کی معقولیت۔ تعلیم کی سادگی دلوں میں گھر کرنے لگی۔ اور چند ہی سالوں میں تمام ترکستان پیکر صداقت دنیا کے محسن اعظم سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی غلامی کا دم بھرنے لگا۔ عرب اور عجم کے کئی ملک اسلام کے قبول کرنے میں ترکستانیوں سے گویا سبقت لے گئے تھے اور ان لوگوں کو بعد مسافت اور آسائش سفر کے دستیاب نہ ہونے کی بنا پر بعد میں اسلام کے حلقہ بگوش ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مگر اپنی خداداد عقل و دانش تدبر اور ذہانت و فراست کے باعث اسلامی علوم و فنون کی ترقی میں انہوں نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ کہ عجم تو عجم عرب علماء بھی ان کی علمی کاوشوں کو دیکھ کر رشک کرنے لگے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے نام سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف ہے۔ آپ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ایسا مستند اور صحیح مجموعہ تیار کیا۔ جسے جمہور مسلمانوں کی طرف سے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا گرانقدر لقب دیا گیا۔

وسطی ایشیا کے باشندوں کی اسلام سے محبت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ چنگیز خاں بھی جس کی سفاکی اور سنگدلی کے سبب اس کا نام لغت میں قتل و غارت کے مترادف لفظ شمار کیا جاتا ہے ان کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکا۔

## اسلام یورپی روس میں

یورپی روس (کاکیشیا اور دریائے والگا کی وادیوں) میں اسلام کا نام دسویں صدی کے ابتداء میں پہنچا۔ جبکہ مسلم ممالک پر خلیفہ المقتدر باللہ فرمانروائی کرتا تھا۔ فلسطین و شام اور یورپ کے ملحق سواحلی علاقوں میں تجارتی مراسم بہت قدیم سے قائم چلے آتے تھے۔ ان ایشیائی ممالک میں اسلام کی اشاعت سے تجارتی تعلقات میں کوئی خاص کمی واقع نہ ہوئی۔ اسلامی ممالک میں آزادانہ باربار آنے جانے اور مسلمانوں کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر چند بلغاروی تاجروں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنے بلغاری بھائیوں کے ظلم و تشدد سے پناہ لینے کے لئے دریائے والگا کی گودیوں میں اقامت پذیر ہو گئے۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ ۹۲۱ء میں خلیفہ المقتدر باللہ نے ان بلغاری نومسلموں کو اسلام کے اصول و ارکان سکھانے کے لئے ایک مبلغ بھیجا تھا۔

دسویں صدی کے اواخر میں روس اور بلغاریہ پر "وادیمیر" نامی ایک بادشاہ حکمران تھا۔ عیش و عشرت اور مے و مینا سے اس قدر مانوس ہوتے پر بھی اسے اصنام پرستی سے نفرت تھی۔ اور کسی بہتر مذہب کی تلاش میں سرگردان تھا۔ یہود کا ایک وفد اس کے پاس اپنے مذہب کی صداقت کا لوہا منوانے کے لئے گیا۔ ان کے دلائل سن کر "وادیمیر" نے کہا۔ کہ آخر تمہارا وطن کونسا ہے۔ یہود نے جواب دیا۔ کہ یروشلم ہمارا ملک ہے۔ مگر خدا نے ہم سے ناراض ہو کر ہمارا ملک مسلمانوں کے حوالے کر دیا ہے۔ اور یہود کی شیرازہ بندی توڑ کر ان کو تمام دنیا میں منتشر کر دیا گیا ہے۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر ان کو کہا۔ کہ چلے جاؤ تمہارا مذہب قبول کر کے میں اپنی مملکت کو اپنے ہاتھوں سے گنوانا نہیں چاہتا۔

"وادیمیر" کو اسلام میں لانے کی کوشش بھی کی گئی۔ شاہانہ ماحول میں پل کر جوان ہونے والا بادشاہ مذہبی رسومات میں بھی اسی شان و شوکت کا متلاشی تھا۔ اسلامی عبادات کا وقار اور سادگی اسے پسند نہ آئی۔ اسلام میں مے نوشی کی سخت ممانعت اس کو اسلام سے اور دور لے گئی۔ کیونکہ اس کے خیال میں رخت رز کے بغیر زندگی بے کیف و سرور تھی۔

"وادیمیر" یونان کے ایک مسیحی پادری کی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے بہت متاثر ہوا تھا۔ اس نے دس آدمیوں پر مشتمل ایک وفد تحقیق حال کے لئے یونان بھیجا۔ مسیحی گرجوں کی شان و شوکت مذہبی رسومات کی ادائیگی میں ظاہری ٹھاٹھ۔ پادری کا سنہری لباس ان کی نظروں کو خوب بھایا۔ اور انہوں نے بادشاہ کو مسیحیت کو اختیار کر لینے کا مشورہ دیا۔ بادشاہ پہلے سے تیار بیٹھا تھا۔ ۹۸۸ء میں "وادیمیر" نے بپتسمہ لیا۔ اور مسیحیت سلطنت روس کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔

چنگیز خاں نے اسلام کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے جو "کارہائے نمایاں" سرانجام دیئے۔ ان کی یاد مسلمانوں کے قلوب سے محو نہیں ہو سکتی۔ مگر جس طرح یہ صحیح ہے۔ کہ ع

ہر اک تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی

ویسے ہی اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہر تخریب بھی اپنے پہلو میں تعمیر کو لئے ہوئے ہوتی ہے۔ یہی کچھ یہاں ہوا۔ چنگیز خاں کی اولاد مشرف باسلام ہوئی۔ اور اسلام کی اشاعت کے لئے انہوں نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ جو تاریخ عالم میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

چنگیز خاں کے مرنے کے بعد اس کی وسیع سلطنت چار حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ سلطنت کا مغربی حصہ باتو خاں کو ملا۔ جو سنہری فوج کا خان تھا۔ تاتاری قوم کے اس بڑے حصہ کا مسکن وہ سرسبز و شاداب میدان تھے۔ جو دریائے والگا سے سیراب ہوتے ہیں۔ ۱۲۵۶ء سے ۱۲۶۷ء تک ان اقوام کا حاکم "براکاخاں" نامی ایک مشہور سردار تھا۔ یہی وہ مقبل عکرمہ رض ہے۔ جس کو تاتاری شاہزادوں میں سب سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ براکاخاں نے اسلام قبول کیا کیا۔ اپنوں اور پرایوں کی دشمنی مول لے لی۔ اندرون ملک میں فوج اور رعایا نے مشترکہ بغاوت کر دی۔ حریف سلطنتیں بھی ان حالات کو دیکھ کر سر اٹھا رہی تھیں۔ حالات قابو سے باہر ہو رہے تھے۔ مگر حالات کی اس ناہموار روش کو دیکھ کر جوانمرد شاہزادے کے قدم استقلال میں ذرہ بھی لغزش نہ آئی تھی۔ صبر و استقلال سے یکے بعد دیگرے تمام مشکلات پر اس نے قابو پا لیا۔ اور رعایا کو اسلامی تعلیمات کی حقانیت و صداقت کا لوہا منوانے کے لئے تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ بیرونی سلطنتوں کے خدشات کی روک تھام کے لئے رکن الدین بیبرس والئی مصر سے معاہدات کئے گئے۔ اور اس طرح دریائے والگا کی وادیاں بھی اسلام کے نور سے فیضیاب ہوئیں۔ اس زمانہ کے ایک مورخ نے براکاخاں کی فوج کا نقشہ ان سنہری الفاظ میں کھینچا ہے۔ کہ:۔

"اس کی تمام فوج میں قاعدہ ہے۔ کہ ہر سوار کے پاس ایک مصلیٰ ہوتا ہے۔ تا کہ جب وقت نماز ہو۔ وہ اپنی نماز ادا کر سکے۔ تمام فوج میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ملتا۔ جو کسی قسم کا نشہ استعمال کرتا ہو۔ بڑے بڑے جید عالم جن میں مفسر۔ محدث اور قاضی وغیرہ ہوتے اس کی مجلس میں رہتے ہیں۔ اس کے پاس بہت سی مذہبی کتب ہیں۔ اور اس کی ملاقات اور مباحثات اکثر علماء سے ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے دربار میں ہمیشہ مسائل فقہ پر بحث ہوتی رہتی ہے۔ وہ بہت پکا مسلمان ہے۔ اور مذہب میں جوشیلا۔" (المجزانی)

۱۲۶۷ء میں براکاخاں فوت ہو گیا۔ اور اس کے جانشینوں میں کوئی ایسا صاحب ہمت پیدا نہ ہوا۔ جو اسلام کی اشاعت و ترقی کے لئے والہانہ دوڑ دھوپ کرتا۔ اس لئے کچھ عرصہ تک اسلام کی ترقی کی رفتار وہ نہ رہی جو براکاخاں کے عہد حکومت میں تھی۔

۱۳۱۳ء سے ۱۳۴۰ء تک ازبک خاں نامی سردار سنہری فوج کا خان مقرر ہوا۔ اس نے اسلام کی اشاعت و ترویج کے لئے پھر سے کوشش شروع کی۔ اور وسطی روس کے باشندوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وسطی ایشیا کے ازبک اسی بہادر کی طرف منسوب ہیں۔ اور اسی کے عہد حکومت میں وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے تھے۔ ازبک کے بعد دو سو سال تک تاتاریوں کی حکومت کا ستارہ اقبال چمکتا رہا۔ لیکن ع

ہر کمالے را زوال

سولہویں صدی میں رعب و داب حکومتی فوق اور وہ پہلی سی شان و شوکت تاتاری حکومت میں باقی نہ رہی تھی۔ اور حکومت کا ایک حصہ ان کے ہاتھوں سے چھن بھی چکا تھا۔ کریمیا پر مسلمان تاتار ۱۷۸۳ء تک حکمران رہے۔ یہاں تک کہ ملکہ کیتھرائن ثانی نے اسے روسی حکومت کا حصہ بنا لیا اور تصویر کا دوسرا رخ ہماری آنکھوں کے سامنے آیا۔ مسیحی حکومت نے پادریوں اور حکومت کے اہلکاروں کی مدد سے تاتاریوں کو عیسائیت میں مدغم کرنے کی مشترکہ کوشش شروع کی۔ جہاں تبلیغ اثر انداز نہ ہوتی۔ وہاں حکومت ظلم و استبداد کے کل پرزوں کو حرکت میں لاتی۔ اور مسلمانوں کو مسیحیت کا لبادہ زیب تن کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا۔ مگر بلند ہمت تاتاری ان مصائب کو آتا دیکھ کر گھبرائے نہیں۔ اسلام کی محبت ان کے قلوب میں گھر کر چکی تھی۔ مصائب و شدائد کا دور ان کے قدم ثبات کو متزلزل نہ کر سکا۔

ایذا رسانیوں کا یہ سلسلہ اٹھارھویں صدی تک برابر جاری رہا۔ ملکہ کیتھرائن ثانیہ روس میں حاکم تھی۔ اس ملکہ نے بعض ملکی سیاسی مفاد کے حصول کے لئے اعلان آزادی کیا۔

جس میں تمام مذاہب سے منصفانہ سلوک کرنے کا وعدہ دیا تھا۔ اس اعلان آزادی سے خوابیدہ مسلمان پھر بیدار ہوئے اور منجمد خون رگوں میں دوڑنے لگا۔ اسلام سے محبت اور وارفتگی کا وہی قرون اولیٰ کا نقشہ آنکھوں میں گھومنے لگا۔ بالجبر مسیحی بپتسمہ لینے والے تاتاریوں کے قلوب میں پھر اسلامی خیالات انگڑائیاں لینے لگے۔ اور انہوں نے جوق درجوق اسلام کو قبول کرنا شروع کیا مگر جب قانون حکومت رعایا کے مفاد سے زیادہ حاکم وقت کے مفادات کا نگران ہو۔ تو ہر قانون عارضی اور وقتی ہوتا ہے۔ ایسے ہی مذہبی آزادی کا یہ اعلان تھا۔ جس کا پس منظر عوام کی بہبودی نہیں بلکہ شاہی حقوق کا تحفظ تھا۔

الیگزنڈر ثانی کے قتل کے بعد اسلام کو دوبارہ نیست و نابود کرنے کی ایک زبردست مہم حکومت روس کی سرپرستی میں شروع کی گئی۔ ایک زار۔ ایک روس اور ایک مذہب کا نعرہ بلند کیا گیا مسلمانوں کی لسانی، معاشرتی اور تمدنی سرگرمیوں کو روسی سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی۔ مسلمانوں نے اس ذلت آمیز سلوک کے خلاف احتجاج کیا مگر بے کس، نہتے مسلمان حکومت کے مقابلہ کی کہاں تک تاب لا سکتے تھے۔ ہزاروں نے اس کشمکش میں اپنی جان تک کو قربان کردیا اور باقی اسے قدرت کا ناقابل تنسیخ فعل قرار دے کر صبر و شکر سے گردشی حالات کا جائزہ لینے لگے

سنہ ۱۹۰۴ء میں روس کو جاپان سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ بظاہر نظر جاپان کی حیثیت مملکت روس کے مقابلہ میں ایک چیونٹی سے زیادہ نہ تھی۔ مگر اتحاد و یگانگت کی برکت سے جاپانیوں نے روس کے دانت کھٹے کر دیئے پیہم ذلت آمیز شکستوں کے داغ ابھی زار روس کی پیشانی سے دھوئے نہ گئے تھے۔ کہ سنہ ۱۹۰۵ء میں زار کی جابرانہ حکومت کے خلاف اندرون ملک میں وسیع پیمانہ پر بغاوت کی آگ پھیل گئی۔ زار نے بھی ملکہ کیتھرائن ثانیہ کے سیاسی ہتھکنڈوں سے کام لیا۔ اور مسلمان رعایا کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے فرمان بے تعصبی جاری کیا۔ جس کامل مذہبی آزادی کا یقین دلایا گیا تھا۔ جب بغاوت فرو کرنے میں حکومت کو کامیابی نصیب ہوئی۔ تو ایک دفعہ پھر روسی عوام کے گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہونے کی اطلاعات اخبارات میں شائع ہوئیں۔ سنہ ۱۹۰۷ء سے سنہ ۱۹۱۰ء تک درمیانی عرصہ میں ۵۳ ہزار افراد مشرف باسلام ہوئے

سنہ ۱۹۱۷ء میں بولشویک پارٹی کی کوششوں سے روس میں عدیم المثال انقلاب برپا ہوا۔ دنیا کا غالب ترین بادشاہ۔ زار روس۔ چند مزدوری پیشہ افراد کی کوششوں سے تخت شاہی سے محروم کر دیا گیا۔ روس میں ابھی کسی حکومت کو استحکام نصیب نہ ہوا تھا۔ طوائف الملوکی کے اس دور کو کاکیشیا کے عوام نے اپنی آزادی و خود مختاری کے لئے غنیمت خیال کیا۔ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کو روسی غلامی کا جوا اتار پھینکا۔ اور مشہور سیاستدان حیدر باماط کی سرکردگی میں چار خود مختار جمہوریتیں معرض وجود میں آگئیں۔ آرمینیا۔ جارجیا۔ آذربائیجان اور شمالی کاکیشیا۔ آرمینیا اور جارجیا میں اکثریت مسیحی عوام کی تھی۔ اور ان کا نظم و نسق بھی ان کے ہاتھوں میں تھا۔ مؤخر الذکر دو ریاستیں مسلمان ریاستیں تھیں۔ ادھر روسی اقتدار سے گلوخلاصی کی کوششیں جاری تھیں۔ اور ادھر روس میں بولشویک پارٹی نے اپنے قدم مضبوط کرتے ہی اپنے مقبوضات کو پھر غلام بنانے کی جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ یہ چاروں نوزائیدہ ریاستیں اتنی وسیع حکومت کے بے پناہ عساکر کا کیونکر اور کب تک مقابلہ کرتیں؟ سنہ ۱۹۲۱ء میں تمام کاکیشیاء پر دوبارہ زار کی جانشین سودیٹ حکومت نے قبضہ کر لیا۔

سودیٹ حکومت کے عہد میں مسلمانوں پر کیا بیت رہی ہے۔ یہ داستان بہت طویل اور روح فرسا ہے۔ دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء میں جنرل اسلامک کانگرس کا ایک اجلاس یروشلم میں منعقد ہوا جس میں عیاض اسحاقی اور سعید شامل (صدر مجلس دفاع طی قفقار) والگا اور کاکیشیا کے مسلمان باشندوں کے نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ انہوں نے سودیٹ یونین میں مسلمانوں کے دردناک حالات سے جمہور مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح سودیٹ حکومت کی اسلام سوز حرکات کے نتیجہ میں مسلمان اسلام سے روگردانی کر رہے ہیں۔ اور اسلامی عقائد و عبادات پر ثابت قدمی دکھانے والوں کو حکومت کے مظالم کا کیونکر نشانہ بنایا جاتا ہے۔

سنہ ۱۹۳۲ء میں مسٹر سڈنی وب (Sidney Webb) کو تاتاری ریاست کی سیر و سیاحت کا موقعہ ملا۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"کازان میں ابھی تک چند مسجدیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر تاتاریوں کی غالب اکثریت منظم عوامی تحریک کے نتیجہ میں اسلام کو ترک کر چکی ہے"

114 ص Soviet Communism "a new civilization"

یہ سنہ ۱۹۳۲ء کی حالت ہے۔ آج اس پر بیس سال اور گزر چکے ہیں۔ تاتاری مسلمانوں کی کیا حالت ہوگی؟ اس کے تصور سے ہی جسم میں کپکپی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور قلم ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے۔

(باقی صٓ پر)

# خدا تعالیٰ کے مقربین کی شناخت

از مکرم عبدالحمید صاحب آصف

سندھ کے سفر کے دوران میں خاکسار ریل میں سفر کر رہا تھا۔ میرے پاس ہی ایک معمر آدمی اپنے ساتھی کو کہہ رہا تھا کہ "بھئی جب تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو۔ نماز روزہ کسی کام نہیں آسکتے"۔ میں نے اس فقرہ کو سنا تو میرے دل پر یہ اثر ہوا کہ اس بوڑھے آدمی نے بات تو نہایت ہی معقول کہی ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور رسمی طور پر بات چیت کرنے کے بعد میں نے ان سے سوال کیا کہ باباجی آپ یہ بتائیں۔ کہ آپ کی اتنی عمر ہو گئی ہے۔ اس طویل عرصہ میں آپ نے بڑے بڑے عالم دیکھے ہوں گے۔ ان کی پند و نصائح بھی سنی ہوں گی؟ باباجی نے جواب دیا کہ ہاں بیٹا! بڑے بڑے عالم دیکھے۔ ہمارے گاؤں میں مولوی ثناء اللہ صاحب بھی آیا کرتے تھے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے ایک لڑکے عبدالواحد صاحب کی زبان میں بڑا اثر تھا بیٹا بڑے بڑے عالم دیکھے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ باباجی آپ نے بڑے بڑے عالم دیکھے ہیں مگر آپ یہ بتائیں کہ آپ نے کوئی خدا کا بندہ بھی دیکھا فرمایا کہ بیٹا ہمارے خدا کے بندے تھے نیک تھے اور بزرگ تھے۔ میں عرض کیا کہ باباجی یہ تو آپ کی حسن ظنی ہے کہ آپ ان عالموں کو نیک اور خدا کے بندے سمجھتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ نے کسی ایسے عالم یا درویش کو بھی دیکھا۔ جس کا یہ دعوےٰ ہو کہ اسے خدا تعالےٰ کا قرب حاصل ہے۔ اور خدا تعالےٰ اس سے کلام کرتا ہے۔ باباجی نے فرمایا کہ۔ بیٹا ایسا آدمی تو میں نے آج تک نہیں دیکھا۔

میں نے باباجی سے عرض کیا کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کہ اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اس بات کا اعلان کر دے کہ اگر تم لوگوں کو خدا تعالیٰ پیارا ہے اور تم یہ چاہتے ہو کہ تم بھی خدا کے پیارے بن جاؤ تو آؤ تم میری پیروی کرو۔ تو تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع خدا تعالےٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ تو پھر ضروری ہے کہ یہ بڑے بڑے عالم یا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتے اور یا پھر پیروی کرتے ہیں اور خدا کے محبوب ہیں۔ خدا تعالےٰ کا محبوب بن جانے کے لئے ایک ضروری علامت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جس سے پیار کرے۔ اس سے محبت و پیار کی باتیں بھی کرے۔ یعنی اسکو اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہو۔ باباجی فرمانے لگے کہ ہاں بیٹا یہ ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ جس بندہ سے پیار کرتا ہے۔ اس کا وہ ثبوت بھی دے۔ اور بڑا پیار یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب بندہ سے باتیں کرے یہ میں نے عرض کیا کہ باباجی! آپ ٹھیک سمجھے۔ اب بتایئے کہ ان عالموں میں سے کسی ایک عالم سے بھی خدا تعالےٰ باتیں کرتا ہے۔ فرمانے لگے کہ نہیں میں نے عرض کیا کہ پھر یہ ثابت ہوا کہ ان عالموں میں سے کوئی بھی خدا تعالےٰ کا محبوب بندہ نہیں۔ اب باباجی یہ فرمایئے کہ

خدا تعالےٰ کا محبوب بننے کے لئے کونسا گر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ باباجی نے جھٹ کہا کہ سچی اتباع جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کرے گا۔ وہ محبوب خدا بن جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ باباجی جب آپ خود مانتے ہیں کہ ان عالموں میں کوئی بھی محبوب خدا نہیں ہے۔ اور آپ اس امر کو بھی یقین کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی خدا کا محبوب بنا دیتی ہے تو پھر ہمیں یہ ماننا پڑے گا۔ کہ موجودہ علماء میں سے کوئی بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی نہیں کر رہا۔ باباجی نے فرمایا کہ ہاں بیٹا! پھر تو واقعی کوئی عالم بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی نہیں کر رہا۔ لیکن نماز روزہ تو سارے کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ

باباجی آپ اپنے فقرہ کو جو آپ نے فرمایا تھا یاد کریں کہ "بھئی جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو۔ نماز روزہ کسی کام نہیں آسکتے"۔ تو آپ کو خود اسبات کا جواب مل جائے گا۔ کہ کیوں ان بڑے بڑے علماء کا نماز روزہ کوئی پھل ان کو نہیں دے رہا۔

باباجی پر صداقت کھل چکی تھی اور ان کی نظروں میں تمام بڑے بڑے علماء رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے خالی نظر آ رہے تھے۔ وہ سوچتے رہے اور سوچتے رہے۔ میں بھی خاموش ہو گیا۔ اتنے میں باباجی نے خود ہی سکوت کو توڑا اور فرمایا کہ بیٹا! تم نے بات تو ٹھیک کہی ہے۔ اور بھرائی آواز میں کہنے لگے کہ میری اتنی عمر ہو گئی لیکن میری بدقسمتی ہے کوئی بھی محبوب خدا نہ ملا۔ میں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا یہ وہ وقت تھا کہ باباجی کا دل تعصب سے خالی تھا۔ اور ایسا

باقی صٓ پر

# قتلِ مرتد۔ محشرستان "حکومت الٰہیہ" کا ایک خونچکان منظر

ہمارا ہر امر میں متفق ہونا ضروری نہیں (ادارہ)



## اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو تبلیغ کا حق؟

اس کے بعد مودودی صاحب نے اس بات کا جواب دیا ہے۔ کہ کیا ایک صحیح اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق اسی طرح حاصل ہوگا جس طرح مسلمانوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق حاصل ہونا چاہیئے؟ اس کے جواب میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"اس مسئلہ کا فیصلہ بڑی حد تک تو قتل مرتد کے قانون نے خود ہی کر دیا ہے کیونکہ جب ہم اپنے حدود اقتدار میں کسی ایسے شخص کو جو مسلمان ہو اسلام سے نکل کر کوئی دوسرا مذہب و مسلک قبول کرنے کا حق نہیں دیتے تو لامحالہ اس کے یہی معنی ہیں کہ ہم حدودِ اسلام میں اسلام کے بالمقابل کسی دوسری دعوت کے اٹھنے اور پھیلنے کو بھی برداشت نہیں کرتے۔ دوسرے مذاہب و مسالک کو تبلیغ کا حق دینا اور مسلمانوں کے لئے تبدیلِ مذہب کو جرم ٹھہرانا دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور موخر الذکر قانون مقدم الذکر چیز کو خود بخود کالعدم کر دیتا ہے لہٰذا قتل مرتد کا قانون فی نفسہٖ یہ نتیجہ نکالنے کے لئے کافی ہے کہ اسلام اپنے حدودِ اقتدار میں تبلیغ کفر کا روادار نہیں" (صفحہ ۳۲-۳۳)

چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم تھا کہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق دیا جائے گا۔ یا نہیں اس لئے آپ نے اس سوال کے جواب میں تفصیلی بحث ہے اور اس بحث سے وہی کچھ ثابت کیا ہے جو اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ بحث کے اخیر پہ آپ پھر لکھتے ہیں کہ

"اس میں بھی کہیں کوئی اشارہ تک ہمیں ایسا نہیں ملتا کہ اسلامی حکومت کسی ایسے شخص کو اپنے حدود میں کام کرنے کی اجازت دے سکتی ہے جو دوسرے مذہب و مسلک کا پرچار کرنا چاہتا ہو۔ اب اگر بعد کے (یعنی خلافتِ راشدہ کے بعد کے) دنیا پرست "خلفاء" اور بادشاہوں نے اس کے خلاف کوئی عمل کیا ہے تو وہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اسلام کا قانون اس کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ وہ دراصل اس کا ثبوت ہے کہ یہ لوگ ایک حقیقی اسلامی حکومت کے فرائض سے ناواقف تھے یا ان سے منحرف ہو چکے تھے..... اسلامی نقطۂ نظر سے یہ سب کارنامے ان بادشاہوں کے جرائم کی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔" (صفحہ ۴۱-۴۰)

اقتباسات بالا میں آپ نے دیکھ لیا کہ مودودی صاحب کے نزدیک:

(۱) اسلام اپنے حدود اقتدار میں کفر کی تبلیغ کا روادار نہیں۔

(۲) اسلامی حکومت کسی ایسے شخص کو اپنے حدود میں کام کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی جو کسی دوسرے مذہب و مسلک کا پرچار کرنا چاہتا ہو۔

(۳) اگر کسی نے غیر مسلموں کو اسلامی حکومت میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دی ہے تو اس کا یہ فعل اسلام کے خلاف تھا اور اسلام کی عدالت میں جرم۔

## ایک ملتی جلتی بات

آپ کو شاید معلوم ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک یہ بھی اسلام کا حکم ہے (اور "اسلامی حکومت" کا فریضہ) کہ جنگ کے قیدیوں کو غلام بنایا جائے اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنا کر بے حد و بے شمار (جتنی جی چاہے) گھروں میں ڈال لیا جائے۔ اس پر کسی نے یہ اعتراض کیا کہ اگر یہی روش دوسری قومیں اختیار کر لیں اور مسلمانوں کی بہو، بیٹیوں، ماؤں، بہنوں کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک ہونے لگے تو آپ پہ کیا گذرے گی؟ لیکن "اسلامی جماعت" اور اس کے امیر کو ..... کیا غرض کہ وہ سوچیں کہ مسلمانوں کی عزت و آبرو اور عصمت و ناموس سے کیا بنتی ہے؟ اگلے دنوں (کسی بابت کے سلسلے میں) ایک سکھ ہندوستان سے پاکستان آیا تھا۔ اغوا شدہ عورتوں کے سلسلے میں اس کے ایک جاننے والے مسلمان نے اس سے بات چیت کی اور کہا کہ کیا تم لوگوں کو ذرا خیال نہیں آتا کہ دوسروں کی عورتوں کو اس طرح گھروں میں ڈال لینا شریفوں کا کام نہیں! سکھ نے کہا ہم تو اس فعل کو شروع سے ہی خلاف انسانیت سمجھتے تھے۔ لیکن مسلمانوں نے یہ بتا کر کہ جنگ کے قیدیوں کو غلام اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا عین اسلام ہے ہمیں بھی اس کی جرأت دلا دی۔ اگر یہ فعل عین اسلام کے مطابق ہے تو ہمیں ایک اسلامی کام سے کیوں روکا جاتا ہے؟

اسی قسم کا یہ دوسرا فتویٰ بارگاہِ امارت مآب سے صادر ہوا ہے کہ اسلامی مملکت میں کسی غیر مسلم کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں ہوگی۔ جب یہی قانون دوسری سلطنتیں اپنے ہاں رائج کریں گی تو پھر مسلمان چیخیں گے۔

بہرحال اب قتل مرتد کے سلسلے میں آگے بڑھیے

## قتلِ مرتد کی عقلی دلیلیں

ان نقلی شہادات کے بعد مودودی صاحب نے "قتل مرتد پر عقلی بحث" کی ہے۔ یہ حصۂ مقالہ کے پہلے حصہ سے بھی زیادہ دلچسپ ہے اس لئے کہ — مُلّا اور عقلی بحث — نتیجہ ظاہر ہے۔ مودودی صاحب نے سب سے پہلے ان اعتراضات کو خود ہی نقل کر دیا ہے جو کہ ان کے نزدیک قتل مرتد کے خلاف عقلاً وارد ہو سکتے ہیں۔ اس باب میں وہ لکھتے ہیں۔ ......

"..... قتل مرتد پر زیادہ سے زیادہ جو اعتراضات ممکن ہیں وہ یہ ہیں۔

اولاً یہ چیز آزادیٔ ضمیر کے خلاف ہے۔ ہر انسان کو یہ آزادی ہونی چاہیئے کہ جس چیز پر اس کا قلب مطمئن ہو اسے قبول کرے اور جس چیز پر اس کا اطمینان نہ ہو اسے قبول نہ کرے۔ یہ آزادی جس طرح ایک مسلک کو ابتداءً قبول کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں ہر آدمی کو ملنی چاہیئے اسی طرح ایک مسلک کو قبول کرنے کے بعد اس پر قائم رہنے یا نہ رہنے کے معاملے میں بھی حاصل ہونی چاہیئے ....

ثانیاً۔ جو رائے اس طرح جبراً بدل جائے یا جس رائے پر سزائے موت کے خوف سے لوگ قائم رہیں تو وہ بہرحال ایماندارانہ رائے تو نہیں ہو سکتی۔ اس کی حیثیت محض ایک منافقانہ اظہارِ رائے کی ہوگی ..... جو شخص اندر سے کافر ہو چکا ہو اگر سزائے موت سے بچنے کے لئے منافقانہ طریقے سے بظاہر مسلمان بنا رہے تو اس کا فائدہ کیا ہے؟

ثالثاً۔ اگر اس قاعدے کو تسلیم کر لیا جائے کہ ایک مذہب ان تمام لوگوں کو اپنی پیروی پر مجبور کرنے کا حق رکھتا ہے جو ایک مرتبہ اس کے حلقۂ اتباع میں داخل ہو چکے ہوں اور اس کے لئے اپنے دائرے سے نکلنے والوں کو سزائے موت دینا جائز ہے تو اس سے تمام مذاہب کی تبلیغ و اشاعت کا دروازہ بند ہو جائیگا۔

رابعاً۔ اس معاملے میں اسلام نے بالکل ایک متناقض رویہ اختیار کر لیا ہے۔ ایک طرف وہ کہتا ہے کہ دین میں جبر و اکراہ کا کوئی کام نہیں ..... دوسری طرف وہ خود ہی اس شخص کو سزائے موت کی دھمکی دیتا ہے جو اسلام سے نکل کر کفر کی طرف جانے کا ارادہ کرے۔"

ان اعتراضات کا جواب دینے سے پہلے مودودی صاحب نے اس حقیقت کی وضاحت کی ہے کہ "اسلام محض

## اعتراضات کا جواب

ایک مذہب نہیں ہے بلکہ ایک پورا نظام زندگی ہے۔ ایمان ایک ایسی رائے نہیں" جو صرف انفرادی طور پر ایک شخص اختیار کرتا ہو بلکہ یہ وہ رائے ہے جس کی بنا پر انسانوں کی ایک جماعت تمدن کے پورے نظام کو ایک خاص شکل پر قائم کرتی ہے اور اسے چلانے کے لئے وجود میں لاتی ہے"۔ مودودی صاحب کے جوابات کی ساری عمارت اسی بنیاد پر اٹھی ہے۔ یعنی اسلام ایک اسٹیٹ ہے۔ لہٰذا دیکھنا یہ چاہیئے کہ ایک اسٹیٹ کا اس باب میں کیا رویہ ہونا چاہیئے۔ اس تمہید کے بعد مودودی صاحب کے جوابات ملاحظہ فرمائیے۔

پہلا اعتراض یہ تھا کہ یہ بات آزادیٔ ضمیر کے خلاف ہے کہ جس بات پر کسی شخص کا قلب مطمئن نہ ہو اسے اس کے تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اس کے جواب میں مودودی صاحب فرماتے ہیں:

"مرتد کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ اپنے ارتداد سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ سوسائٹی اور اسٹیٹ کی تنظیم جس بنیاد پر رکھی گئی ہے اس کو وہ نہ صرف یہ کہ قبول نہیں کرتا بلکہ اس سے کبھی آئندہ بھی یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ اسے قبول کرے گا۔ ایسے شخص کیلئے مناسب یہ ہے کہ جب وہ اپنے لئے اس بنیاد کو ناقابل قبول پاتا ہے جس پر سوسائٹی اور اسٹیٹ کی تعمیر ہوئی ہے تو خود اس کے حدود سے نکل جائے۔ مگر جب وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کیلئے دو ہی علاج ممکن ہیں۔ یا تو اسے اسٹیٹ میں تمام حقوق شہریت سے محروم کر کے زندہ رہنے دیا جائے۔ یا پھر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ پہلی صورت فی الواقعہ دوسری صورت سے شدید تر سزا ہے کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ لایموت نیہا ولا یحییٰ کی حالت میں مبتلا رہے وہ اس حالت میں سوسائٹی کیلئے اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے ..... اس لئے بہتر یہی ہے کہ اسے موت کی سزا دے کر اس کی ..... بہر اس کی سوسائٹی کی مصیبت کا بیک وقت خاتمہ کر دیا جائے" (صفحہ ۵۱)

یہ حرفاً حرفاً وہی بات جو کفار اپنے رسولوں سے کہتے تھے کہ لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا یا پھر سے ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ۔ یا ملک چھوڑ کر چلے جاؤ۔ قرآن اس روش کو کفار کی روش بتاتا ہے اور مودودی صاحب اسے عین اسلام قرار دیتے ہیں۔ چنیں دور آسماں کم دیدہ باشد۔

(طلوعِ اسلام کراچی مارچ ۱۹۵۲ء)

---

**ولادت:** برادرم عبدالقادر صاحب ڈرگ روڈ کراچی کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے احباب کرام نومولود کی درازیٔ عمر۔ صالح و خادمِ دین بننے کیلئے دعا فرمائیں۔ محمد عبد اللہ اعجاز

**درخواست دعا** - میرا بھتیجا عزیز عبد السمیع بخار مثلہ بخار بیمار ہے۔ ..... فیروز احمد ولد محمد اکبر ایک عرصہ سے کسی جلدی بیماری میں مبتلا ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔ صدیق احمد شاہ ہیڈ ٹیکو گوجرانوالہ

## خدا تعالےٰ کے مقربین کی شناخت بقیہ صٓ

وقت ہی صداقت کو قبول کرنے کے لئے ایک قیمتی وقت ہوتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا۔ جبکہ باباجی کے دل کی زمین صداقت کا بیج قبول کرنے کے لئے تیار تھی۔ میں نے باباجی سے عرض کیا۔ باباجی۔ آپ بدقسمت نہیں۔ ہیں تو خوش قسمت۔ مگر آپ کی قسمت آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ فرمانے لگے۔ وہ کیسے میں نے عرض کیا کہ

اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک زندہ نبی ہیں۔ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ خدا زندہ ہے۔ اسلام زندہ ہے۔ تو پھر یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ہمارا زمانہ حقیقی زندگی سے خالی چلا جائے۔ ضروری ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی سچا پیرو اس زمانہ میں بھی ہو اور وہ محبوبیت کا مقام حاصل کر چکا ہو۔ باباجی کہنے لگے۔ تو پھر وہ کون ہے۔ میں نے عرض کیا۔ باباجی اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی ہیں۔ آپ تو فوت ہو چکے ہیں۔ اس گاڑی میں ان کے فرزند دلبند حضرت مرزا محمود احمدؓ صاحب سفر کر رہے ہیں۔ ان کی پیدائش سے قبل خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کو جن کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا۔ یہ خبر دی تھی۔ کہ میں تمہیں ایک ایسا بیٹا دوں گا۔ جو ایک دن میرا محبوب ہوگا۔ چنانچہ اس "محبوب خدا" سے خدا تعالےٰ کلام کرتا ہے۔

باباجی فرمانے لگے کہ احمدی لوگ ہیں تو دیندار لیکن اگر مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ نہ کرتے۔ تو ہم ان کو ضرور مان لیتے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ باباجی دراصل آپ نے نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا۔ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ مانتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام آئیں گے اور آپ امتی ہوں گے۔ باباجی جھٹ کہنے لگے۔ لیکن وہ تو رسول کریمؐ کے امتی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ بس یہی تو ہم کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امتی نبی آسکتا ہے۔ دوسرا نہیں آسکتا۔ اور حضرت مرزا صاحب کا یہی دعویٰ ہے۔ کہ میں امتی نبی ہوں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی سے مجھے یہ مقام ملا ہے۔ باباجی کہنے لگے۔ ہاں امتی نبی تو آسکتا ہے۔ مجھے "محبوب خدا" کی زیارت تو کرائیے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اگلے اسٹیشن پر گاڑی جب کھڑی ہوگی۔ تو آپ کی ملاقات حضور سے کراؤنگا۔ باباجی کے چہرہ پر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور وہ بے تاب تھے کہ کب گاڑی کھڑی ہو۔ اور وہ حضور سے ملیں۔ تھوڑی دیر کے بعد گاڑی کھڑی ہو گئی۔ اور زائرین کا ایک تانتا پلیٹ فارم پر بندھا ہوا تھا۔ ہم بھی ان ہی میں جا گھسے۔ اور بڑی مشکل سے باباجی کو حضور سے شرف مصافحہ حاصل ہو سکا۔ مصافحہ کے بعد باباجی بہت ہی مسرور تھے۔ اور کہنے لگے۔

میں ضرور ربوہ آؤں گا۔ اور میں نے ان کا اور انہوں نے میرا پتہ نوٹ کر لیا۔ اتنے میں گارڈ نے سیٹی دے دی۔ اور میں گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اور گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ اور مجھے باباجی یاد آنے لگے۔ کتنے نیک ہیں باباجی خدا تعالےٰ انہیں ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق دے۔ ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

---

## اسلام مملکت روس میں بقیہ صٓ

دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے معًا بعد والگا اور کاکیشیا کے علاقہ میں بسنے والے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ ان پر طرح طرح کے مظالم توڑے گئے۔ اور یہ سب کچھ سوویٹ حکومت ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق کر رہی تھی۔ حکومت یہ چاہتی تھی۔ کہ کسی طرح یہ مسلمان اپنے آبائی مساکن کو چھوڑ کر کہیں اور جا بسیں۔ جب ظلم و تشدد سے یہ مطلب حل نہ ہوا۔ تو حکمًا دس لاکھ مسلمانوں کو بچوں۔ بوڑھوں۔ اور عورتوں سمیت جلا وطن کر دیا گیا۔ مملکت روس کے دور دراز علاقوں میں ان کو بکھیر دیا گیا۔ اس سفاکانہ جلاوطنی کے احکام کا سبب اس کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ کہ سوویٹ حکومت کو مسلمانوں پر اعتماد نہیں تھا۔ اور حکومت چاہتی تھی۔ کہ مسلمانوں کو تیل کے علاقوں سے نکال کر اپنے معتمد علیہ قبیلہ موجک کو آباد کرے۔

(Islam in The World صٓ 352)

(باقی آئندہ)

---

## مشرقی بنگال کی جماعتوں کیلئے ضروری اطلاع

مشرقی بنگال کی جن جماعتوں میں ابھی تک مجالس انصار اللہ قائم نہیں ہوئیں وہاں مجالس انصار اللہ قائم کرنے کے لئے صوبہ مشرقی بنگال کے متعینہ مبلغ صاحبان کو بذریعہ ناظر صاحب دعوت تبلیغ ہدایت لکھی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے دورے کے سلسلہ میں اپنے خالی اوقات میں مجالس انصار اللہ قائم کرائیں۔ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت مقامی کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ قیام مجالس انصار اللہ کے بارے میں مبلغین مشرقی بنگال جن کے اسماء گرامی ذیل میں تحریر ہیں کے ساتھ تعاون کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ اسماء مبلغین کرام یہ ہیں:-

(۱) مولوی ظل الرحمٰن صاحب (۲) سید اعجاز احمد صاحب (۳) مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب (۴) مولوی ممتاز احمد صاحب

(قائد انصار اللہ مرکزیہ)

---

## اعلانات دارالقضاء

(۱) "مقدمہ آغا محمد عبدالرحیم صاحب ۳۴ الف ماڈل ٹاؤن لاہور بنام صاحبزادہ مسعود احمد خان صاحب بابت واپسی مبلغ دو صد روپے قرض موخر الذکر کے تاریخ مقررہ پر غیر حاضر رہنے کے سبب زیر ہدایت ۶۲ء کے خلاف مبلغ دو صد روپے کی ڈگری دی گئی ہے۔ میعاد برائے درخواست منسوخی فیصلہ ہذا ایک ماہ ہے۔ چونکہ مدعی علیہ مذکور کو معمولی طریق سے اطلاع نہیں ہو سکی۔ اس لئے ان کو بذریعہ اعلان اطلاع دی جاتی ہے۔" (ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

(۲) "مطالبہ مرزا محمد صادق صاحب ظفر آباد اسٹیٹ بنام صاحبزادہ مسعود احمد خان صاحب بابت واپسی آٹھ صد روپیہ قرض بوجہ غیر حاضری موخر الذکر یکطرفہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مبلغ آٹھ صد روپے کی ڈگری بحق مدعی دے دی گئی ہے۔ یہ روپیہ تین ماہ کے اندر یکمشت یا بالاقساط ادا کیا جائے۔ ایک ماہ تک درخواست برائے منسوخی فیصلہ ہذا پیش کی جا سکتی ہے۔ چونکہ مدعی علیہ کو معمولی طریق سے اطلاع نہیں ہو سکی۔ اس لئے بذریعہ اعلان ان کو فیصلہ کی اطلاع دی جاتی ہے۔" (ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

(۳) "مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ سیرالیون کی اہلیہ مرحومہ کی کچھ رقم مد امانت میں صدر انجمن میں جمع ہے۔ ان کے ورثاء نے درخواست دی ہے۔ کہ یہ رقم انہیں ادا کی جائے۔ اگر مرحومہ سے کسی نے کوئی قرض لینا ہو۔ تو اعلان ہذا کی اشاعت کے پندرہ دن تک دفتر قضاء میں اطلاع دیں۔"

(ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

## تعاونی کمیٹی کے جملہ حصہ داروں کیلئے ضروری اعلان

جو تعاونی کمیٹی قادیان میں میرے اہتمام میں جاری تھی۔ اسے پاکستان میں جاری کرنے کی کوشش کی گئی تھی تاکہ تمام حصہ داروں کو ان کا حق ادا ہو سکے۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں نے بطور سیکرٹری بذریعہ قضاء ان لوگوں سے وصولی کی کوشش کی جو قرضہ کے متعہد ہو چکے تھے۔ مگر اس میں بہت دیر لگ رہی ہے۔ اس لئے تمام حصہ داروں سے درخواست ہے۔ کہ وہ سب اپنے اپنے مطالبات بنام جناب ناظم صاحب دارالقضاء ربوہ ۳۰ اپریل ۵۲ء تک بصورت دعویٰ ارسال فرمائیں اور مجھے بھی اطلاع فرمائیں۔ تاکہ یکجائی طور پر سب حصہ داروں اور رقوم لینے والوں کا فیصلہ جلد ہو سکے۔ اور حصہ داروں کو ادائیگی شروع ہو جائے۔ (دارالعطاء) جالندھری احمد نگر ضلع جھنگ

## بھارتی سوشلسٹ پارٹی میں زبردست خلفشار

### ہزاروں ارکان کے مستعفی ہوجانے کا امکان

نئی دہلی ۲۲ مارچ - ۲۰ اپریل کو ناگپور میں سوشلسٹ پارٹی کی جو خالص کنونشن بلائی جارہی ہے - خیال ہے کہ مارکس کے پیروکار سوشلسٹوں اور گاندھی سوشلزم کے حامیوں یعنی سرودریا سماج کے درمیان زبردست کشمکش ہوگی — یہ کانفرنس مارکسی سوشلسٹوں کی خواہش پر بلائی جارہی ہے - وہ پارٹی پر مارکس کے اصولوں سے انحراف کے سلسلے میں شدید نکتہ چینی کریں گے اور مطالبہ کریں گے کہ مارکس کے اصولوں سے دوبارہ وابستگی کا اعلان کیا جائے وہ یہ مطالبہ بھی کریں گے کہ پارٹی کی رکنیت کے لئے وہی اصول بروئے کار لائے جائیں - جو پٹنہ کانفرنس سے پہلے رائج تھے -

پارٹی کے قریبی حلقوں کا بیان ہے - کہ اصولی مسائل پر پارٹی میں شروع سے آج تک زبردست خلفشار موجود ہے - قومی عاملہ کے دو ارکان مسٹر راما نندن مصرا اور مسٹر مگن لال بدی پارٹی کی موجودہ پالیسی سے غیر مطمئن ہیں - اور پارٹی کے ہزاروں کارکن خاص کنونشن کے نتائج کے انتظار میں اپنے استعفے روکے ہوئے ہیں -

بیان کیا جاتا ہے کہ مارکس کے اصولوں سے انحراف اور پارٹی کو غیر جمہوری طریق سے چلانے کیوجہ سے گذشتہ سال میں ایک ہزار سے زیادہ رکن مستعفی ہوچکے ہیں - اور اگر موجودہ رخنے قائم رہے - تو ۲ کنونشن کے بعد ہزاروں ارکان کے مستعفی ہو جانے کا امکان ہے - (اسٹار)

### لیبیا کی نئی کرنسی

ٹریپولی ۲۲ مارچ - لیبیا کے تین صدیوں کی موجودہ کرنسی کی بجائے نیا سکہ جاری کرنے کے سلسلے میں ۱۹،۰۰۰،۰۰۰ نوٹ اور سکوں کا تبادلہ ہوگا - یعنی ۹۰ لاکھ پرانے نوٹ اور سکے واپس لیکر ایک کروڑ نئے نوٹ اور سکے جاری کئے جائیں گے -

یہ تبادلہ دس دنوں کے اندر شروع ہوجائیگا اور تین ماہ تک جاری رہے گا - یاد رہے کہ اس وقت تین صوبوں میں تین مختلف کرنسیاں جاری ہیں - سرینیکا میں مصری پونڈ فیسان میں فرانسیسی فرانک ٹریپولی میں لی جاری ہے (اسٹار)

## اتحاد عربوں کا اوّلین مقصد ہونا چاہئیے

عمان ۲۲ مارچ کرنل سیلو جو شامی وفد کے قائد کی حیثیت سے تین دن کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں - انہوں نے اعلان کیا ہے کہ شام اور اردن میں مصالحت کی راہ شاہ اردن نے ہموار کردی ہے - انہوں نے حال ہی میں سعودی عرب اور شام کا دورہ کرکے "عرب اتحاد کیلئے نئی راہیں کھول دی ہیں - کرنل سیلو نے بتایا کہ "اتحاد" عربوں کا اولین مقصد ہونا چاہئیے اور یہ مقصد باہمی تعاون مستقل مزاجی اور باہمی اختلافات دور کرکے حاصل ہوسکتا ہے -

عمان کے بعض سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ عوام سیاسی اور اقتصادی تعلقات پر بات چیت کے علاوہ شام اور اردن کی گفتگو میں مشرق وسطیٰ کی دفاع کا مسئلہ بھی زیر بحث آئیگا - (اسٹار)

### مسجد اقصےٰ یروشلم کی مرمت

دمشق ۲۲ مارچ - یروشلم میں مسجد اقصےٰ کے گنبد کی مرمت کے لئے دمشق کے کاریگر سکے کی پتیاں ڈھال رہے ہیں - حکومت اردن نے اس کام کیلئے ۵ ٹن سکہ سپلائی کیا ہے - لیکن کام کے اخراجات شام کی وزارت اوقات برداشت کرے گی - سکہ دمشق پہنچ چکا ہے - (اسٹار)

### عرب ممالک کے باہمی اقتصادی تعلقات

بغداد ۲۲ مارچ - بغداد کے چیمبر آف کامرس کی زبردست خواہش ہے کہ عرب ممالک کے درمیان زیادہ سے زیادہ اقتصادی تعلقات استوار کرنے کے لئے فوری انتظامات کئے جائیں -

چیمبر کی رائے ہے کہ اس مقصد کے لئے ایک طریقہ یہ ہے کہ تمام عرب ممالک میں عربوں کے بڑے بڑے بنکوں اور مالیاتی اداروں کی شاخیں قائم کی جائیں - (اسٹار)